حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● نام کتاب: اشکِ گُل (شعری مجموعہ)　　　شاعر: محمد فیاض عادلؔ فاروقی　　　(مبصر: صبیح ہمدانی)

ضخامت: ۴۰۰ صفحات　　　قیمت: درج نہیں　　　ناشر: دارالکتاب، برطانیہ　　　رابطہ: ملک مختار فاروق، گلی گیلانی ماڈل سکول، سرگودھا روڈ، آدھیوال، جھنگ صدر

اقبالؔ کے بقول حقیقت سوز سے معرّا ہو تو اُس کا نام حکمت و فلسفہ ہے لیکن وہی حقیقت جب دل کے سوزِ درونی سے مجلّیٰ ہوتی ہے وہ شعر بن چکی ہوتی ہے۔ گویا شعر کی ماہیت دو چیزوں کا مجموعہ ہے، ایک اُس کا بذاتِ خود حق ہونا اور دوسری چیز وہ سوز و ساز جو اظہارِ حقیقت کے لیے پیرایہ بنا ہے۔ ان میں سے ایک چیز شعر کے مضمون سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری طرزِ ادا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک میں کمی شعر کو شعریت کے درجے سے اُتار دیتی ہے۔

برطانیہ میں مقیم معروف شاعر، خطیب، مصنف اور عالمِ دین جناب فیاض عادلؔ فاروقی شعر کی اصل ماہیت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ خود کو علامہ اقبال کے نظریۂ فن کے پیرو اور متبع سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا قاری فکری اور فنی دونوں سطح پر اُنھیں اقبالیاتی مکتبِ شعر سے ہی منسلک پاتا ہے۔ عادلؔ نے اپنے اشعار میں اظہار کے لیے حقائق کا ہی انتخاب کیا ہے اور حضرتِ حق جلّ مجدہ کی جانب سے اُنھیں وہ دمِ گرم بھی عطا ہوا ہے جس کو اقبال نے 'سوز از دل' کا نام دیا تھا۔ زیرِ نظر مجموعۂ غزلیات اسی حقیقت کا عکاس ہے۔ اُن کا کہنا ہے (بدن کی شاعری تم کو مبارک / مجھے ہے قصۂ دل سنانا)

جناب فیاض عادلؔ کے کلام کا اولین تاثر اُن کی قادر کلامی ہے جس کا اظہار متعدد و مختلف بحور، نئی اور انوکھی زمینوں، عروضی تجربات، اشعار کی کثرتِ تعداد، صنائع بدائع اور دیگر محسّنات لفظیہ کے استعمال سے ہوتا ہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب کے شروع میں تقاریظ کے ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر خورشید خاورؔ امروہوی صدیقی کا مضمون شاملِ اشاعت ہے جن کی تحقیق کے مطابق اُن کا کلام ۵۷ صنائع سے مزیّن ہے۔ دوسری طرف اگر جناب فیّاض عادلؔ کے مضامین و موضوعاتِ شعری کا جائزہ لیا جائے تو اُن کی راست گوئی اور حق بیانی سے ایمان کو جلا ملتی ہے۔ اُن کے اختیار کردہ موضوعات ایسے ہیں کہ عام طور پر شعرائے اردو نے انھیں فکرِ سخن کے لیے منتخب نہیں کیا۔ وہ عقائدِ اسلام کا بیان ہو یا ختم المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے گرامی مرتبت آل و اصحاب کی مدحت کا عنوان، جبابرۂ زمانہ کو للکارنے کا مسئلہ ہو یا حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کا کوئی نکتہ، عادلؔ فاروقی ایسی خوش اسلوبی و خوش بیانی سے تعبیرِ حقیقت کرتے ہیں کہ قاری کو خوشگوار حیرت ہونے لگتی ہے۔

اگرچہ شاعر پر گفتگو کرتے ہوئے نمونۂ کلام پیش کرنا رسم و رہِ عام ہے اور ہم اُس کی پابستگی نہیں چاہتے لیکن اُن کا ایک مطلع بطورِ خاص نذرِ قارئین ہے۔ ارشاد ہوا ہے

نبی نے بات جو کھُل کر کہی تھی
وہاں گوتم نے کیوں چُپ سادھ لی تھی؟

تقریظ نگار جناب پروفیسر ڈاکٹر خورشید خاور صدیقی امروہوی اس شعر کی توضیح میں لکھتے ہیں: ''جب گوتم بدھ سے خدا کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب ایک طویل خاموشی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام کا مشن ہی اُس ایک خدا کا کھلا پرچار کرنا ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ساری کائنات ہے۔ شعرا کی عام روش تو گوتم بدھ کی اس خاموشی کو تحسین و آفرین پیش کرنے کی ہے لیکن عادلؔ فاروقی نے اس روش کو چیلنج کرتے ہوئے گوتم کی خاموشی کو دانائی کی بجائے لاعلمی کا مظاہرہ قرار دیا ہے''۔

خوبصورت مضامین پر خوبصورت شاعری کا یہ مجموعہ عمدہ کاغذ پر طبع بھی خوبصورت انداز میں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب فیاض عادل فاروقی کو حق گوئی کی مسلسل توفیقات سے نوازتے رہیں اور اُن کے کلام میں اثر انگیزی کے جوہر میں اضافہ فرمائیں۔

● **نام کتاب:** جہانِ نعت (بہزادؔ لکھنوی، نعت نمبر) **مدیر:** محمد رمضان میمن **ضخامت:** ۱۶۸ صفحات **قیمت:** ۲۰۰
مقامِ اشاعت: جہانِ نعت، شارع مسجد حدیبیہ، گلشنِ حدید، فیز ۲، بن قاسم ضلع ملیر۔ کراچی

عاشقِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جناب بہزاد لکھنوی اردو زبان کے اُن چند خوش نام شعرا میں شمار ہوتے ہیں جن کے تعارف کی وجہ اُن کی والہانہ نعت گوئی بنی۔ مجذوب مزاج سردار احمد خان بہزادؔ لکھنوی کا اولین تعارف اُن کا غیر معمولی تغزّل تھا جس نے برّ صغیر کے سامعینِ شعر کو دادِ تحسین دینے پر مجبور کر دیا تھا۔ اچانک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اُن پر رحمت ہوئی اور وہ سراسر نعت کے ہی ہو کر رہ گئے۔

زیرِ نظر رسالہ ''جہانِ نعت'' کراچی سے نکلنے والا ایک منفرد کتابی سلسلے کی دوسری اشاعت ہے جو حضرتِ بہزاد لکھنوی پر خصوصی نعت نمبر کی حیثیت میں نشر کی گئی ہے۔ رسالے میں ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی، ماہر القادری، فرمان فتح پوری ڈاکٹر عاصی کرنالی سمیت مشاہیر اہلِ فضل وکمال کے مضامین موجود ہیں۔ جناب بہزادؔ کی منتخب نعتیں، حمدیں اور اُن کے دو مختصر سفر نامہ ہائے حج و دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس اشاعت کی زینت ہیں۔

یہ اشاعت تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ طباعت و اشاعت کا معیار مناسب ہے لیکن ترتیب میں بہتری کی گنجائش محسوس ہوتی ہے۔ مثلاً سید ابوالخیر کشفی کے مضمون کا بظاہر صرف تمہیدی حصہ شامل اشاعت ہوا ہے کیونکہ سلسلۂ کلام